نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم

ـــــ بحیثیت داعی الی الحق

ـــــ جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب ـــــ

(یہ تقریر پروفیسر صاحب نے ۲۱ اگست ۱۹۶۳ء کو کراچی ریڈیو اسٹیشن سے نشر فرمائی تھی)

انسان بنیادی طور پر دو ایسی ضروریات کا محتاج ہے جن سے وہ ایک لمحہ کے لیے بھی صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔ ایک طرف اسے ان اشیاء و وسائل کی ضرورت درپیش ہے جو اس کی مادی احتیاجات کو پورا کریں، جن کے ذریعہ اپنے جسم اور روح کے رشتے کو قائم و استوار کرے اور بقائے حیات کے مادی تقاضوں کو پورا کرے۔ دوسری طرف وہ اس ہدایت اور رہنمائی کا محتاج ہے جس کی روشنی میں وہ اپنی اخلاقی، اجتماعی اور تمدنی زندگی کی تشکیل صحت مند بنیادوں پر کر سکے اور اس طرح انسانیت کے حقیقی مقاصد کی بوجہ احسن تکمیل کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کی ربوبیتِ عامہ کا تقاضا ہے کہ وہ انسان کی ان دونوں ضرورتوں کو پورا کرے۔ پہلی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس نے زمین و آسمان میں وسائلِ معیشت کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ودیعت کر دیا ہے اور انسان ان وسائل کے ذریعہ اپنی مادی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ پوری کائنات انسان کے لیے اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہے اور اپنے سینے سے وہ وسائل اگل رہی ہے جو انسانیت کی بے شمار اور ہر آن بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو بحسن و خوبی پورا کر رہے ہیں۔

دما دم رواں ہے یم زندگی
ہر اک شئے سے پیدا رم زندگی

انسان کی دوسری بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت اور اپنے نبی مبعوث فرمائے تاکہ وہ انسان کو زندگی کی حقیقت سے روشناس کرائیں۔ انہیں زندگی کے معنی اور اس کے مقاصد سے آشنا کریں، انہیں جینے کے طریقے سکھائیں اور ان اصول تمدن کی تعلیم دیں جو زندگی کو اس کے اصل مقاصد سے ہمکنار کردیں اور خدا کی زمین پر ایک صحت مند نظام قائم کریں جس میں زمین اپنی نعمتیں اُگل دے اور آسمان اپنی برکتیں نازل کرنے لگے۔

انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے کے تعلق کو توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد کی بنیادوں پر استوار کرائیں اور دعوتِ دین اور اجتماعی جدوجہد کے ذریعہ تاریخ کی رو کو موڑ دیں اور الہامی ہدایت کی روشنی میں انفرادی، اور اجتماعی زندگی کی تعمیر کریں۔ سورۃ الحدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ	ہم نے اپنے رسول واضح نشانیاں دے کر بھیجے اور ان کے ساتھ قرآن (یعنی قانونِ حیات) اور میزانِ عدل اُتاری تاکہ انسانوں پر انصاف قائم کریں۔

سورۃ الصف میں رب السموات والارض کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ	وہی ہے (ذات باری تعالیٰ) جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام نظامہائے زندگی پر غالب کردے۔

—— یہ ہے انبیاء کا مشن! اور یہی وجہ ہے کہ نبی کی جو حیثیت اس کی تمام حیثیتوں سے نمایاں اور ممتاز ہے وہ داعی الی الحق کی حیثیت ہے۔ اسلام کا اصل مقصد انسانی زندگی کو ایک خاص نہج پر چلانا ہے۔ اسلام کوئی بے جان پاٹ کا جامد نظام نہیں بلکہ ایک زندہ اور متحرک تحریکِ فکر و عمل ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو ہدایت الٰہی کا پابند بناتی ہے۔ اسلام ایک دعوت

ہے جو انسانوں کو خدا کے دین کی طرف بلاتی اور ان کی زندگیوں کو نورِ الٰہی سے منوّر کرتی ہے۔ اسلام ایک مکمل دین، ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اور اس کی تمام وسعتوں پر حاکمیتِ الٰہی قائم کرنے کا دعویدار ہے۔ انبیاء وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جو اس دعوت کے داعی اور اس تحریک کے قائدین ہیں اور جنکی رہنمائی میں یہ اصلاحی جد و جہد برپا ہوئی اور جس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

قرآن پاک آپ کی بعثت کا مقصد اس چیز کو قرار دیتا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔	وہی تو ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے (یعنی حضرت محمدؐ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے، ان کا تزکیہ کرتے اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ صریح گمراہی میں تھے۔
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ (مائدہ۔ ۶۷)	اے رسول، جو حق تم پر تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔
فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (شوریٰ)	پس اسی راہ کی دعوت دو اور اس پر استقامت کے ساتھ جمے رہو جس طرح کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

ان آیاتِ ربّانی سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی حیثیت داعی کی حیثیت ہے۔ آپ کا اصل مشن یہ تھا کہ خدا کی ہدایت لوگوں تک پہنچا دیں، انہیں خدا کی کتاب اور حکمت و دانش کی تعلیم دیں اور انہیں دعوت دیں کہ وہ دین کو اپنی پوری زندگی پر غالب کر دیں۔ پھر جو لوگ اس دعوت پر لبیک کہیں انہیں ایک تحریک اور ایک امّت میں منظم کریں، ان کے اخلاق کا تزکیہ کریں، ان میں کردار کے جوہر پیدا کریں اور اجتماعی جد و جہد کے ذریعہ اپنی قیادت و رہنمائی میں وہ تہذیب و تمدن قائم کریں جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام فکر و نظر اور علم و عمل میں ایک ہمہ گیر

انقلاب کا داعی ہے۔ وہ انسان کو غیر اللہ کی ہر غلامی سے نجات دلا کر اس کی زندگی کو خدا کے لیے خالص کرنا چاہتا ہے۔ اس کا پیغام یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ پر، خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، سماجی ہو یا سیاسی، معاشی ہو یا معاشرتی، قومی ہو یا بین الاقوامی، خدا کی حاکمیت قائم کرو۔ ہر اطاعت پر خدا کی اطاعت اور ہر قانون پر خدا کا قانون مقدم ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حاکمیتِ الٰہی کی دعوت تھی اور آپ کی سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے دعوتِ اسلامی کے کام کو باقی تمام کاموں پر مقدم رکھا اور ہر دور اور ہر حالت میں اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف رہے۔ آپؐ اول بھی داعی تھے اور آخر بھی داعی — اور صرف داعی الی اللہ — آئیے آپؐ کی دعوتی زندگی کے چند اہم پہلوؤں کا مطالعہ کریں تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو آپ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ادا کرنے کی کوشش کر سکیں۔ اس لیے کہ داعی الی الحق کی جو ذمہ داری آپ کے مبارک شانوں پر تھی اب وہ پوری امتِ مسلمہ کے کندھوں پر ہے۔

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ — تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور
وَتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج) — تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔

یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی شہادت اور گواہی دی اب اسی طرح پوری امت کو تمام انسانیت کے سامنے اس حق کی شہادت دینی ہے۔

۱۔ آپؐ کی دعوتی زندگی کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ جو تعلیم آپ نے دنیا کو دی اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ خود تھے۔

اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ — رسول اس پر ایمان لائے جو رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا اور تمام مومن بھی۔

آپ اس ہدایت پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور اپنی زندگی کو سب سے پہلے اس کے تابع کرنے والے تھے۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

جو دعوت آپؐ نے دی آپ کی پوری زندگی اس کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زندگی سراپا قرآن تھی۔ دنیا میں بے شمار مُصلح اور فلسفی آئے۔ جو گفتار کے غازی تو ضرور تھے مگر کردار کے غازی نہ تھے۔ جو تعلیم انہوں نے دی وہ خود اس پر عامل نہ تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ نے اپنی دعوت کے ہر پہلو پر خود عمل کر کے دکھا دیا اور انسانیت کے لیے بہترین نمونہ پیش فرمایا تاکہ لوگ صرف آپ کے ارشادات ہی سے ہدایت حاصل نہ کریں بلکہ آپ کے افعال و اعمال کی بھی پیروی کریں اور زندگی کا کوئی گوشہ اور قلب و دماغ کا کوئی ریشہ ایسا باقی نہ رہے جس پر آپ کے سیرت و کردار کی گہری چھاپ موجود نہ ہو۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ

۲۔ دوسری بنیادی چیز یہ ہے کہ آپؐ نے جزوی اصلاح کے مقابلے میں کلی انقلاب کی جدوجہد کی۔ آپؐ کا مقصد چند جزئیات میں تبدیلی پیدا کرنا نہ تھا بلکہ پوری زندگی کو ہدایتِ الٰہی کے مطابق استوار کرنا تھا۔ آپ نے لوگوں کے خیالات اور نظریات کی اصلاح کی اور انہیں ایک ایمان اور جوشِ زندگی بخشا۔ آپؐ نے ان کے اخلاق و کردار کو سنوارا اور ایک نیا انسان پیدا کیا۔ آپ نے تمدن و معاشرت کی اصلاح فرمائی اور ایک نئی سوسائٹی کی تعمیر کی۔ آپؐ نے طاغوت کو زندگی کے ہر میدان میں شکست فاش دی اور پھر وہاں حاکمیتِ الٰہی کے تخت بچھائے۔ یہ ایک ہمہ گیر انقلاب تھا اور انسانی تاریخ کا وہ واحد انقلاب ہے جس نے انسانیت کی پوری زندگی کی اصلاح و تعمیر کی۔

۳۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات کو دین کی فتح و کامرانی اور اس کی سربلندی پر ہمیشہ گہرا اور غیر متزلزل یقین رہا۔ عین اُن پُر آشوب حالات میں جب مسلمانوں کی کشتی مخالفتوں کے طوفانوں میں گھری ہوئی تھی اور دور دور ساحل کا کہیں نام و نشان نہ ملتا تھا اور روشنی کی کوئی رمق موجود نہ تھی

اُس وقت بھی قطعاً مایوس نہ ہوئے۔ مکّی زندگی کا مشہور واقعہ ہے کہ مسلمان قریش کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے، ہر مسلمان کی جان خطرہ میں تھی۔ صبح ہوتی تھی شام کا بھروسہ نہ تھا اور شام ہوتی تھی تو صبح کا یقین نہ تھا۔ بظاہر اسلام کا کوئی مستقبل نظر نہ آرہا تھا اور جو دن گزرتا تھا غنیمت معلوم ہوتا تھا۔ ایسی حالت میں ایک مظلوم مسلمان حضرت خبابؓ آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ بیت اللہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ حضرت خبابؓ نے کہا: یارسول اللہ! اب تو پانی سر سے گزر جارہا ہے۔ آپؐ ہمارے لیے دعا کیجیے۔" آنحضرت کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا: "بس خبابؓ! گھبرا گئے۔ پہلی امتوں میں تو یہ ہوا کہ مومن کو گڑھا کھود کر گاڑ دیا گیا اور سر پر آرہ چلا دیا گیا یہاں تک کہ اس کے بدن کے دو ٹکڑے ہوکر گر گئے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت ہڈیوں سے جدا کیا گیا مگر اُس کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو مکمل کرے گا یہاں تک کہ (اس دین کی عمومیت اور غلبہ) کا یہ حال ہوگا کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک سینکڑوں میل کی مسافت طے کرتا چلا جائے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا کھٹکا نہ ہوگا سوائے اس کے کہ اس کو بھیڑیئے سے خطرہ ہو کہ وہ اس کی بکریوں پر حملہ کرے ۔۔ لیکن تم جلدی بہت کرتے ہو۔"

یہ واقعہ کئی حیثیت سے بڑا اہم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی کو اپنی دعوت پر کتنا اعتماد ہے کہ بڑی سے بڑی مشکل اور آزمائش کو بھی وہ خاطر میں نہیں لاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی عمومیت اور غلبہ کا مقصد اپنے تمام تضمنات کے ساتھ اس کے سامنے اس وقت بھی تھا جب غلبہ و حکمرانی بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی استقامت کے اس مقام پر ہوتا ہے جہاں سے کوئی چیز اس کے ارادہ کو متزلزل نہیں کرسکتی

۳۔ تیسری چیز ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ آپ نے بعثت سے لیکر اپنے آخری سانس تک دین کی دعوت کو پھیلانے کی کوشش اس انہماک اور تندہی سے کی کہ اس کی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کا ہر لمحہ اسی فکر میں بسر ہوتا تھا کہ کسی طرح خدا کا پیغام خدا کے

بندوں تک پہنچائیں اور ان کو جہنم کی آگ اور دنیا کے خسران سے بچائیں۔ یہ فکر آپ کو اس درجہ دامن گیر رہتی تھی کہ ایک مرتبہ آپؐ دن بھر کی تبلیغی جد و جہد اور دشمنوں کی اذیت رسانی سے چور ہوکر رات کو تھکے ہارے گھر واپس آتے۔ بدن بخار سے تپ رہا تھا اور آپ چند منٹ کے لیے لیٹ گئے۔ اتنے میں اطلاع ملی کہ مکہ سے چند میل پر ایک پہاڑی کے نیچے ایک قافلہ آکر رکا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ ان تک خدا کا پیغام پہنچائیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بہت تھکے ہوئے ہیں قافلہ والوں سے کل صبح مل لیں" آپؐ نے فرمایا "کیا معلوم صبح تک مجھے موت آجائے یا وہ قافلہ راتوں رات کہیں اور چلا جائے اور اس صورت میں میرا فرض نامکمل رہ جاتے"۔ دیکھیے دعوتِ اسلامی کے کام کو حضورؐ کتنی اہمیت دیتے ہیں اور فرض کی بجا آوری کو کیا مقام آپ نے دیا۔ فرض شناسی کی یہ مثال ہمارے لیے روشنی کا مینار ہے۔

۴۔ پھر آپ کی دعوتی زندگی کا یہ بھی ایک نمایاں پہلو ہے کہ آپ نے ہر مرحلے اور ہر دور کے حالات کے مطابق دعوتِ دین کی راہیں نکالیں اور ہر زمانہ میں نہایت حکمت و دانشمندی کے ساتھ کلمۂ حق کا اظہار کیا اور بالآخر دینِ حق کو قائم کیا۔ بعثت کے فوراً بعد خاموشی کے ساتھ آپ نے اپنی دعوت کا آغاز کر دیا اور قریبی حلقوں میں دین کا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ بعثت کے تیسرے سال جب دعوت عام کی اجازت ملی تو آپ نے تمام قریش کو فاران پر جمع کیا اور اسلام کی دعوت ان تک پہنچائی۔ پھر معززینِ قبیلہ کو خصوصی دعوت دی اور کھانے پر بلا کر ان کو خدا کے کلام سے آگاہ کیا۔ آپ ایک ایک قبیلہ، ایک ایک خاندان، ایک ایک گروہ اور ایک ایک فرد تک پہنچے اور ان کو اسلام سے روشناس کرایا۔ نجی گفتگوئیں، مکالمات و مذاکرات، تقریر و وعظ الغرض ہر ممکن طریق سے اسلامی تعلیمات اُن کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی اور جب تک دعوت کی راہیں کھلی رہیں۔ آپ برابر حق کی طرف برملا بلاتے رہے اور جب کھلے بندوں تبلیغ کا امکان نہ رہا تو خاموشی سے نجی ملاقاتوں کے ذریعہ اپنے مشن کی تبلیغ کرتے رہے۔

جب آپؐ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا تو آپ خاموشی کے ساتھ جن جن مقامات پر جا سکتے تھے اس زمانہ میں بھی ان مقامات پر دعوت پہنچانے سے آپ نہ رُکے۔ پھر جب مکہ میں دعوت کے مزید پھیلانے کا امکان نہ رہا تو آپؐ نے مکہ سے باہر جا کر دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیا۔ میلوں اور جلسوں کے موقع پر باہر کے قبائل سے ملے۔ طائف کا سفر کیا اور دوسرے بیرونی قبائل کو اپنی دعوت کی طرف بلایا حتیٰ کہ بیرونی قبائل میں اس کوشش ہی کے نتیجہ میں اسلامی دعوت کا نیا مرکز مل گیا اور اہلِ مکہ کی سختی اور ان کا تشدد ذریعہ بنے دینِ حق کے نئے مرکز۔ مدینۃ الرسول۔ کے قیام اور اس کے ذریعہ بالآخر دعوتِ اسلامی کے غلبہ کا!

پھر مدینہ میں جب قوت و اقتدار اسلام کو حاصل ہو گیا تو آپؐ نے ریاست کی تمام طاقتیں دعوتِ اسلامی کے فروغ کے لیے وقف کر دیں۔ ایک طرف مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کی اور دوسری طرف اس ریاست کے ذریعہ تمام عرب اور بالآخر پوری دنیا کو اسلام کی دعوت دی۔

۵۔ پھر آپ کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوتِ اسلامی کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر کونے اور جہت سے اس کی مخالفت کی جائے اور مخالفت کی نت نئی صورتیں نکالی جائیں۔ آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ کو سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا، آپ کے متعلق افواہیں پھیلائی گئیں، آپؐ پر پتھر پھینکے گئے، آپ کو زدوکوب کیا گیا، آپؐ کے گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا۔ عین عالمِ سجدہ میں آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی تک رکھ دی گئی ــــ آپؐ کے ساتھیوں کو آگ پر لٹایا گیا، ریت پر گھسیٹا گیا، پتھر کی سلوں کے نیچے دبایا گیا، اتنا مارا گیا کہ وہ شہید ہو گئے ــــ لیکن ہر حال میں آپ ثابت قدم رہے، آپؐ نے دعوتِ اسلامی کا کام جاری رکھا اور راہ کی کوئی مشکل اور مصیبتوں کا کوئی طوفان آپؐ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ اسی طرح کوئی لالچ اور کوئی ترغیب خواہ وہ دولت کی ہو یا سرداری کی یا بادشاہت کی، آپؐ کو اپنے مشن سے ہٹا نہ سکی اور ہر حالت میں آپؐ نے کہا

تو یہی کہا:

"خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ کر کہیں کہ مہر و ماہ کے عوض میں تبلیغِ دین کا کام ترک کر دوں تو مجھے منظور نہیں ـــ اگر اس راہ میں مجھے ہلاکت نظر آئے تب بھی میں پیچھے نہ لوٹوں گا ـــ حتیٰ کہ یہ مشن کامیاب ہو یا میں اس میں کام آجاؤں . . ."

یہ تھا داعی کا عزم! اور سچ ہے کہ داعی اگر اپنے مشن میں سچا اور اپنی دھن کا پکا ہو تو انہی مشکلات سے کامیابی کی راہیں پھوٹیں گی اور دینِ حق فاتح و کامران ہوگا۔ جس طرح کلی کی موت ہی کے بعد پھول خندہ زن ہو سکتا ہے اور جس طرح آگ کے جلے بغیر روشنی اور حرارت ممکن نہیں اسی طرح آزمائش اور ابتلاء کے بغیر دعوتِ حق کی کامیابی کا امکان نہیں۔ فتح مکہ کی منزل شعبِ ابی طالب کی گرفتاری، طائف کی ہزیمت اور بدر و اُحُد کی خوں پاشی کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے اور یہی فطرت کا قانون ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ اور تم خدا کے طریقے میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

کوائف مدارسِ عربیہ مغربی پاکستان

(دینی مدارس کی تاریخ اور جائزہ)

مغربی پاکستان کے دینی مدارس کی تاریخ اور جائزہ اعداد و شمار ساڑھے آٹھ سو ۸۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب پہلی بار دو سال قبل شائع ہوئی تھی۔ ملک اور بیرونِ ملک میں بندہ کی اس خدمت کو سراہا گیا۔ اُس وقت دو سو ۲۰۰ مدارس کے کوائف مہیا نہ ہوئے تھے۔ دو سال کے دوران نئے مدارس قائم ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں کچھ قدیم مدارس نے بھی ترقی کے کئی مراحل طے کر لیے ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہو گیا کہ تمام قدیم و جدید مدارس کی تاریخ از سرِ نو مرتب کروں جن مدارس کے پتے معلوم ہو سکے اس مقصد کے لیے انہیں تیرہ سو ۱۳۰۰ کے قریب سوالنامے روانہ کر چکا ہوں جنہیں نہ ملے ہوں اس پتہ سے بلا قیمت طلب فرمائیں: حافظ نذر احمد۔ نذر منزل ۱۸ محمد نگر۔ علامہ اقبال روڈ لاہور